شیخ حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ الباری
مسند حدیث کا ایک درخشندہ ستارہ

حافظ محمد
ریاض عاقب
ملتان

26 فروری 2012ء بروز جمعتہ المبارک کو لاہور کے ایک ہفت روزہ اخبار میں شیخ محترم حافظ عبدالمنان نورپوری کی علالت کی خبر پڑھی' راقم نے عیادت کے لئے فون کیا' اہل خانہ سے معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کئی روز سے زاہد ہسپتال لاہور میں انتہائی نگہداشت وارڈ میں بے ہوش ہیں ان کے لئے دعا کیجئے۔ حضرت حافظ صاحب کی بے ہوشی کا سن کر بہت دلی صدمہ ہوا۔ آپ کے لئے مرکز میں صحت یابی کی دعا کروائی۔ اتوار کی صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد بہت بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔ اچانک قاری نزاکت صاحب نے شیخ مکرم کی وفات کی دل سوز خبر سنائی۔ یہ روح فرسا خبر سن کر کافی دیر مجھ پر سکتہ طاری رہا۔ ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے غم کا کوہ گراں میرے اوپر گرا دیا ہے۔ شاید بے قراری اور بے چینی کا سبب یہی سانحہ عظیم اور حادثہ فاجعہ تھا۔ دل گرفتہ ہو کر گھر پہنچا تمام دوست احباب کو وفات کی اطلاع دی اور جنازہ کے لیے گوجرانوالہ کی طرف رخت سفر باندھا۔ ملتان تا گوجرانوالہ تمام راستے پریشان رہا۔ زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کی صدائے حق نکل رہی تھی۔ دل میں بار بار یہی خیال آ رہا تھا کہ آج جماعت اہل حدیث ایک بہت بڑے شیخ الحدیث' علم و عمل کے پیکر' صاحب زہد و ورع' مشفق' مربی استاد گرامی جید عالم دین اور دیدہ ور راہنما سے محروم ہو گئی ہے۔

آج جامعہ محمدیہ کے در و دیوار زبان حال سے پکار رہے ہوں گے کہ شیخ الحدیث نورپوری رحمہ اللہ کی دل آفریں آواز سے قال اللہ وقال رسول کی صدا ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی۔ اہل بیت اس صدمہ سے دوچار ہوں گے کہ ان کا سایہ عاطفت اٹھ گیا۔ اصحاب علم و فضل اس غم میں مبتلا ہوں گے کہ فضیلت و سیادت کی مسند علمی خالی ہو گئی تلامذہ و شاگردان اپنی یتیمی پر نوحہ کناں ہوں گے کہ آج ان کا مرجع نہ رہا۔ ارباب عقل و دانش ورطہ حیرت میں ہوں گے کہ متاع دین و دانش لٹ گئی' علماء و فضلاء پریشان ہوں گے کہ علم و فقاہت کی بساط الٹ گئی۔ آہ! آج علم و عمل' فہم و فراست' عقل و تدبر' زہد و ورع اور سادگی کا پیکر

ہم میں نہ رہا وہ ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو گئے
ہے آیا نہیں پلٹ کے وہاں سے کوئی بھی گیا ہوا

میرے لیے حرمان نصیبی ہے کہ میں اتنے بڑے شیخ الحدیث سے باقاعدہ کتب احادیث بالاستیعاب پڑھ نہ سکا لیکن ان سے استفادہ اور اجازہ وسند حدیث کے حصول کا جو شرف میرے حصہ میں آیا وہ میرے لیے دنیا میں بڑی سعادت ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

حافظ صاحب کی وفات کے بعد اب یہ احساس دامن گیر ہو رہا ہے کہ ہم نے حافظ عبدالمنان نور پوری جیسے عظیم شیخ الحدیث، محقق دوراں، محدث زماں، علم وعمل، اخلاص واخلاق، سادگی اور خودداری کے پیکر سے کما حقہ فائدہ نہ اٹھایا اور نہ ہی ان کے فیوض وبرکات سے اپنی علمی تشنگی دور کر سکے۔

ولقد صدق الله!

فما تشاؤن الا ان يشاء الله رب العالمين (التکویر:49)

حضرت حافظ صاحب سے پہلی ملاقات 1996ء کو مرکز ابن القاسم ملتان میں ہوئی۔ ان دنوں راقم مرکز میں درجہ ثانیہ کا طالب علم تھا۔ مرکز ابن القاسم میں پہلی مرتبہ بلوغ المرام کے اختتام پر درس حدیث کا انعقاد کیا گیا جس میں حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے۔

پہلی مرتبہ ان کی دبدبہ انگیز شخصیت، حسین، وجیہ چہرہ، سنت کے مطابق لباس اور سر پر عمامہ زیب تن دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ شیخ محترم نے نماز فجر کی امامت کروائی اور نماز میں سورہ ملک تلاوت کی آپ کی قرات سنت کے مطابق تھی۔ ایک ایک حرف واضح کر کے صحیح تلفظ سے پڑھ رہے تھے۔

حافظ صاحب جب "وللذين كفروا بربهم عذاب جهنم وبئس المصير" والی آیت پر پہنچے تو آپ پر رقت طاری ہو گئی کافی دیر خاموشی سے رہے۔ پیچھے کھڑے طلبہ نے لقمہ دینا شروع کر دیا۔ ان ناسمجھوں کو کیا معلوم کہ آپ آیت عذاب پر رک کر جہنم کی ہولنا کیوں سے پناہ مانگ رہے ہیں۔ بعد از نماز آپ نے طلبہ کو کچھ نہ کہا یہ ان سے میری پہلی ملاقات کی روداد تھی جس نے ان کی علمی وجاہت اور عمل بالکتاب والسنہ کا گہرا اثر مجھ پر چھوڑا۔

مرکز سے فراغت کے بعد راقم تحصیل علم کی غرض سے شیخ گرامی حافظ محمد شریف صاحب کے

ہاں فیصل آباد مرکز التربیہ چلا آیا۔ وہاں سے 1424ھ بمطابق 2003ء کو راقم اپنے رفقاء کے ہمراہ گوجرانوالہ جامعہ محمدیہ میں شہادۃ العالیہ کا امتحان دینے آیا تو وہاں حضرت حافظ عبدالمنان نور پوری رحمتہ اللہ کو قریب سے دیکھنے کا دوبارہ موقع ملا۔ حافظ صاحب کی عادات حسنہ اور اخلاق عالیہ سے بہت متاثر ہوا۔ سرفراز کالونی میں واقع حافظ صاحب والی مسجد میں درس بخاری کا روزانہ انعقاد ہوتا تھا۔ حافظ صاحب کا یہ معمول تھا کہ آپ نماز عشاء کے بعد صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے۔ جس میں کافی لوگ شرکت کرتے تھے۔ ہمیں بھی اس مجلس حدیث میں شرکت کا موقع ملا اور آپ علمی نکات سے مستفید ہوئے۔

ایک دن ہم حضرت حافظ صاحب کے گھر اجازہ وسند حدیث کے حصول کے لیے آئے۔ حافظ صاحب خندہ پیشانی سے ملے۔ اپنے مکتبہ میں لے گئے۔ آپ نے اپنے نور چشم عبداللہ کو آواز دی۔ عبداللہ پانی اور فروٹ لے کر حاضر ہوا۔ اکٹھے بیٹھ کر ہمارے ساتھ انہوں نے فروٹ کھایا۔ یہ فراخ دلی اور مہمان نوازی صرف ہمارے ساتھ ہی نہ تھی بلکہ آپ کے گھر جو بھی آتا اس کے ساتھ بھی ہمیشہ یہی برتاؤ کرتے تھے۔ بعد ازاں انہوں نے ہمیں خوشی خوشی اپنی سند واجازہ حدیث مرحمت فرمائی۔ جسے حاصل کر کے ہم بہت خوش ہوئے۔ گوجرانوالہ رہ کر آپ کے معمولات سے جہاں آگاہی ہوئی وہاں یہ بھی عقدہ کھلا کہ حضرت حافظ صاحب عالم باعمل ہیں۔ آپ کا اٹھنا' بیٹھنا' چلنا پھرنا' مسجد تشریف لانا' مدرسہ وقت پہ آنا' امانت ودیانت سے پڑھانا' رہ چلتے وقت ایک طرف نگاہ نیچی رکھ کر چلنا' راستے میں ہر ایک کو سلام کی پہل کرنا' نمود ونمائش اور ریاکاری سے دور ہونا' بڑے بڑے القابات سے نفرت کرنا' طلبہ سے محبت کرنا اور سنجیدہ طبع ہونا غرض آپ کا ہر ہر عمل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق تھا۔ حافظ صاحب صفات حمیدہ اور خصائل حسنہ سے متصف تھے اور اخلاق رزیلہ اور عادات سیئہ سے نفیر تھے۔ حضرت حافظ صاحب نے واقعی محدث العصر حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی علمی مسند کے صحیح وارث اور حقیقی جانشین ہونے کا حق ادا کیا۔

یہ رتبہ بلند ملا جسے مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں؟

دارالحدیث محمدیہ۔ جلال پور پیروالا کے ایک استاد مولانا ابو داؤد انس سلفی حفظہ اللہ نے صحیح بخاری کی ثمانیات جمع کیں جس میں کل سترہ احادیث ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کا ایک علمی کام ہے۔ اس کا نام

انہوں نے عون المنعم الباری رکھا۔ 1431ھ کے آغاز میں ہمارے محسن' صاحب علم وقلم پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ نے عون المنعم الباری فی ثمانیات الامام البخاری'' کا مسودہ راقم کی طرف ارسال فرمایا اور اس پر عربی میں تعلیق لکھنے کا حکم دیا۔ ویسے محترم سعیدی صاحب کا ہم جیسے کوتاہ علم کے بارے حسن ظن ہے۔ وگرنہ ہمارا حال۔

پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل جیسا ہے

اس رسالے کی تحقیق ونظر ثانی ہمارے شیخ مکرم حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ نے کی ہے۔ رسالے کے آغاز میں ہمارے شیخ نے عربی میں تقریظ تحریر فرمائی جو ایک علمی شاہکار ہے۔ یہ تقریظ عربی ادب کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی علمیت اور عربی پر عبور علمی حلقوں میں معروف ومسلم ہے ارشاد القاری اور دیگر عربی زبان میں آپ کی کتب آپ کی ذہانت وفطانت' فقاہت وثقاہت اور عربی زبان میں' مہارت تامہ پر واضح دلیل ہیں۔ ''عون المنعم الباری'' پر حضرت شیخ کی تقریظ ملاحظہ فرمائیں؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الحمد للہ الخالق الباری الذی وفق اخانا انسا القاری لجمع ثمانیات الامام البخاری التی وقعت فی جامعہ الصحیح المنہل الجاری. والصلاۃ والسلام علی الرسول النبی المبعوث الی کافۃ الناس بشیر ا و نذیرا' وعلی آلہ واصحابہ الذین لم یالوا فی نصرہ نقیرا ولا قطمیرا. اما بعد فانی قد درست رسالۃ "عون المنعم الباری" فی ثمانیات الامام البخاری" التی الفہا اخونا ابو داؤد انس السلفی . حفظہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ المدرس بدار الحدیث المحمدیۃ بجلال فورخیر والامن مضافات ملتان' وطالعت تلک الرسالۃ من اولہا الی آخرہا' فوجدتہا جیدۃ مفیدۃ جدا فی الموضوع' واصلحت ماعثرت علیہ فیہا من الاخطاء' ورقمت کتبہا وابوابہا' واحادیثہا بالارقام التی فی الاصل الجامع الصحیح للبخاری یسہل الرجوع الی الاصل للقاری' واللہ تعالیٰ ادعوا ان ینفع بہذہ الرسالۃ المسلمین ویوفق مؤلفہا للمزید من خدمۃ الدین' آمین یا رب العالمین

کتب ہذہ السطور العبد الفقیر الی ربہ الغفور عبدالمنان بن عبدالحق بن

عبدالوارث النور فوری.

ابن عبدالحق بقلمه

1430/11/10 سرفراز کالونی۔ گوجرانوالہ

اپنے محسن بزرگ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ناچیز نے ''عون المنعم الباری' پر بفضل الٰہی تعلیق کا آغاز کیا۔ بندہ حقیر پر تقصیر جب ثمانیات کی چوتھی حدیث پر پہنچا تو اصل مصدر کی طرف رجوع کیا۔ صحیح بخاری کی مراجعت سے معلوم ہوا کہ چوتھی حدیث ثمانی نہیں بلکہ سباعی سند والی ہے۔ اس سلسلہ میں راقم نے اپنے شیخ حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ سے راہنمائی کے لیے رجوع کیا شیخ موصوف نے میرے خط کے جواب میں مفصل خط لکھا جس میں انہوں نے مربی استاد کی حیثیت سے میری راہنمائی بھی فرمائی اور مجھے لطیف نصیحت سے بھی نوازا۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کسی کے بارے حسن ظن رکھا جائے۔ عاجزی وانکساری اپنا وصف بنایا جائے۔ اس نصیحت سے مجھ جیسے ناکارہ کو بہت فائدہ ہوا۔ مجھے انتہائی خوشی وشادمانی بھی محسوس ہوئی کہ ہمارے شیخ نے اصلاح فرمائی ہے۔ دل سے دعا نکلی کہ ''اے اللہ ان جیسے شیوخ کی زندگی دراز فرمانا تاکہ ان کا سایہ عاطفت ہمیشہ ہمارے اوپر قائم رہے'' لیکن اللہ عزوجل نے انہیں جلد ہی اپنے پاس بلا لیا۔ یہ میرے مولا کی رضا وقضا ہے اور ہم عاجز اس کی رضا پر راضی ہیں۔ ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراق شیخنا الاجل لمحزونون

ہو گئے محروم ہم اس گوہر نایاب سے
ہو گیا خالی شبستان آہ اس مہتاب سے
سسکیاں سی اٹھ رہی ہیں منبر و محراب سے
جیسے مجبوراً بچھڑ جائے کوئی احباب سے

شیخ محترم نے جو خط ناچیز کی طرف ارسال فرمایا وہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لیے حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عبدالمنان نور پوری بطرف جناب محترم ریاض احمد صاحب حفظہما اللہ الصمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد! خیریت موجود عافیت مطلوب جناب کا مکتوب گرامی موصول ہوا ''ثمانیات بخاری'' پر نظرثانی کرتے وقت اس فقیرالی اللہ الغنی کی توجہ اس طرف مبذول نہیں ہوئی جس طرف آپ نے اب کے توجہ دلائی۔ عبدان والی اس سند کے اندر عبداللہ بن محمد کا واسطہ واقعی نہیں ہے امام بخاری نے عبدان والی اسی سند کے ساتھ ایک حدیث کتاب التہجد باب من نام عندالسحر رقم الحدیث (1132) اور ایک حدیث کتاب الرقاق؛ باب القصد والمداومة علی العمل رقم الحدیث (6461) میں بھی ذکر ہے ان دونوں مقاموں پر بھی عبداللہ بن محمد کا واسطہ نہیں ہے البتہ صفحہ نمبر 6461 سے پہلے والی سند میں امام بخاری کے استاد عبداللہ بن محمد موجود ہیں

بہر حال کتاب الجنائز' باب ماجاء فی عذاب القبر حدیث نمبر 1372 میں عبدان والی سند سباعی ہے۔ ثمانی نہیں۔

غالب خیال ہے مولانا انس صاحب سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ عبدان والی سند لکھ رہے تھے نظر اوپر چلی گئی تو عبداللہ بن محمد کا واسطہ درمیان میں درج ہو گیا۔ عمداً انہوں نے یہ کام نہیں کیا۔

اس لئے آپ کا لکھنا ''انہوں نے عبداللہ بن محمد کا واسطہ ذکر کر کے اسے ثمانیات بخاری میں شامل کرنے کی سعی کی ہے'' سراسر درست نہیں پھر یہ آپ کے اس سے پہلے بیان ''لگتا ہے مولانا سلفی صاحب کو سہو ہوا ہے'' اور اس کے بعد بیان ''معلوم ہوتا ہے مؤلف ثمانیات میں مطلوبہ روایت کو لکھتے اس میں عبداللہ بن محمد کا اضافہ سہواً کر بیٹھے ہیں'' کے سراسر خلاف ہے۔

میرا مشورہ ہے کہ آپ مؤلف ثمانیات سے رابطہ کریں وہ بھی صرف ان الفاظ میں کہ ''اس فقیر الی اللہ الغنی نے ''ثمانیات بخاری'' میں چوتھے نمبر پر درج کردہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر والی عبدان کی سند صحیح بخاری میں دیکھی تو مجھے اس میں عبداللہ بن محمد کا واسطہ نہیں ملا برائے مہربانی ایک دفعہ پھر آپ صحیح بخاری دیکھیں اور میری خطا کی مجھے اطلاع دیں آپ کا شکرگزار ہوں گا ان شاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''جو لوگوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکرادا نہیں کرتا'' ان الفاظ کے علاوہ کوئی اور لفظ نہ لکھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علم، عمل، رزق، عمر اور اولاد میں برکت فرمائے۔ آمین یارب العالمین

تمام احباب واخوان کی خدمت میں تحیہ سلام پیش فرمادیں۔

ابن عبدالحق بقلمہ

1431/6/27ھ سرفراز کالونی گوجرانوالہ

حضرت حافظ صاحب کا مشورہ بالکل درست تھا۔ راقم نے جب مولانا انس سلفی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ۔ کو خط لکھا تو اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا "ہمارے پاس جو صحیح بخاری کا نسخہ ہے اس میں اس راوی کا اضافہ موجود ہے۔ صحیح البخاری مع فتح الباری 181/3) طبع احیاء التراث العربی بیروت 1405ھ

مولانا سلفی صاحب کا مکتوب گرامی درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخی الفاضل المکرم مولانا حافظ ریاض احمد صانہ اللہ الصمد

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

لیلۃ الخمیس 25 رجب کو آپ کا نامہ گرامی ملا پڑھ کر میں بہت خوش ہوا کہ آپ ثمانیات کی تعلیق و تشریح کا کام کررہے ہیں بڑی مصروفیات کے باوجود اجزاکم اللہ تعالیٰ خیراً و اتاکم حسن الدنیا و الاخرۃ چوتھے نمبر پر درج کردہ حدیث کی سند میں عبداللہ بن محمد کا واسطہ ہمارے پاس جو صحیح البخاری مع فتح الباری کا نسخہ ہے اس میں راوی کا ذکر ہے صحیح البخاری مع فتح الباری ج 3/ص 181 طبع احیاء التراث العربی 1305ھ بیروت

لیکن اس راوی کا ذکر اس سند میں غلط ہے۔ کیونکہ صحیح البخاری کا جو عام درسی نسخہ ہے اس میں اس راوی کا ذکر نہیں اور صحیح البخاری کا ایک محقق نسخہ دیکھا جو عرب کا مطبوعہ ہے اس میں بھی اس راوی کا ذکر نہیں اور عمدہ القاری شرح صحیح البخاری میں علامہ عینیؒ نے اس حدیث کے رجال سات بیان فرمائے ہیں لہٰذا اس حدیث کو ثمانیات میں شامل نہ کریں۔

جزاکم اللہ جزاءً وفراً

فقط والسلام

طالب الحسنیین انس بن حسین مدرس جامعہ دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا

27 رجب 1431ھ

راقم کا جب بھی گوجرانوالہ جانا ہوا، اپنے شیخ سے لازمی ملتا۔ مولانا اعظم صاحب کے جنازے میں شرکت کا موقع ملا۔ نماز جنازہ کے بعد راقم اپنے دوست مولانا شمس الدین (مدرس مسجد مکرم گوجرانوالہ)

کے ہمراہ حضرت حافظ صاحب سے ملنے ان کے گھر پہنچا۔ حافظ صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ مکتبے میں ہمیں بیٹھا کر گھر سے بذات خود ٹھنڈا مشروب لے آئے۔ میں دل میں سوچ رہا تھا کہ اتنی بڑی شخصیت ہو کر ان کے اندر کتنی عاجزی وانکساری ہے۔ خندہ پیشانی سے پیش آ رہے ہیں۔ کسی کو بھی حقیر نہیں سمجھتے ہیں ایسے ہی متواضع لوگوں کے بارے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

من تواضع لله رفعه الله (الحدیث)

غرض ہم شیخ سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے آپ ذرا بھر اکتائے اور نہ ہی ہمیں سوالات کرنے سے روکا' کافی دیر ان سے علمی مجالست قائم رہی۔

جی ٹی روڈ گوجرانوالہ جامعہ محمدیہ کے قریب حکیم شاہد کے بارے سنا کہ وہ ماہر حکیم ہیں۔ راقم پچھلے سال 2011ء کو گوجرانوالہ روانہ ہوا راستہ میں سوچا کہ کیوں نہ ہو آج جامعہ محمدیہ سیدھا جاؤں اور حضرت حافظ صاحب کے درس بخاری میں شرکت کروں۔ راقم حکیم سے نمبر لے کر سیدھا جامعہ میں آیا۔ ہمارے شاگرد رشید مولانا قاسم ورک نے استقبال کیا قاسم صاحب نے بتایا کہ حافظ صاحب درس بخاری ارشاد فرما رہے ہیں ناچیز موقع غنیمت جانتے ہوئے درس بخاری میں شریک ہوا۔

طلبہ بخاری حدیث کی عبارت پڑھ رہے تھے۔ حافظ صاحب محدثانہ انداز میں حدیث کی وضاحت' ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر فرما رہے تھے۔ طلبہ سوال کرتے تو احسن انداز سے جواب دیتے تھے۔ درس کے اختتام پر راقم آگے بڑھ کر شیخ سے ملنے لگا موصوف مسند علمی سے اٹھ کر اس ناچیز سے بڑے خوش ہو کر ملے۔

خیر وعافیت دریافت فرمائی۔ راقم نے عرض کیا کہ حکیم شاہد سے دوائی لینے آیا تھا موقع پا کر آپ کے درس بخاری میں شرکت کی ہے **وللہ الحمد**

حضرت حافظ صاحب نے فرمایا "حکیم صاحب سے فارغ ہو کر ہمارے ہاں آنا اور دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ تناول کیجئے گا" راقم نے شیخ مکرم کی دعوت قبول کرتے ہوئے آنے کا وعدہ کر لیا حافظ صاحب بخاری والے کمرہ سے سیدھا مکتبہ کی طرف بڑھے اور وہاں پر اپنے استاد گرامی شیخ الشیوخ مولانا عبدالحمید ہزاروی حفظہ اللہ سے سلام عرض کیا ان کی صحت پوچھی اور گیٹ پر آ کر مدرسہ کے رجسٹر پر روانگی کی حاضری لگائی اور گھر چل دیئے۔

میں یہ سارا منظر دیکھ کر حضرت حافظ صاحبؒ کے بارے دل سے دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ ہمارے شیخ کی صحت میں برکت عطا کر اور ان کی زندگی دراز فرما"

حافظ صاحب کے بارے سوچ رہا تھا کہ علم وعمل کے پہاڑ ہیں اس کے باوجود اپنے استاد کا احترام واکرام کا کتنا اہتمام کرتے ہیں یہ ان کی عظمت وتواضع کی نشانی ہے کہ شاگرد چاہے مقام علیا پر فائز ہو جائے اسے اپنے استاد کی عزت کرنی چاہیے یہ مثال عصر حاضر کے طلبہ کے لیے قابل توجہ ہے جو اپنے شیوخ کی عزت واکرام کی پرواہ نہیں کرتے۔

مجھے معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کا اپنے شیخ ہزاروی سے سلام کرنا صرف ایک دن کے لیے نہ تھا بلکہ حضرت جی کے معمول میں شامل تھا کہ آپ اپنے استاد گرامی سے روزانہ مل کر گھر جاتے تھے۔

راقم نے اس دن نماز ظہر سرفراز کالونی مدنی مسجد اہل حدیث میں ادا کی نماز کے بعد حضرت حافظ صاحب کے ساتھ گھر آئے۔ اسی اثناء میں حافظ صاحب کے ایک دو شاگرد اور تشریف لے آئے۔ حافظ صاحب نے خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔ انہیں مکتبہ میں بٹھایا۔ گھر تشریف لے گئے اور مہمانوں کا کھانا لے آئے۔ آپ نے اس روز بریانی اور گوشت روٹی پکوا رکھی تھی تمام مہمانوں نے جی بھر کر کھانا کھایا۔

غرض آپ کا دسترخوان وسیع تھا آپ فراخ دل مہمان نواز تھے تمام زندگی صبر وشکر سے گزاری' اساتذہ تنخواہ کا مطالبہ کرلیا کرتے ہیں لیکن شیخ محترم نے کبھی بھی تنخواہ کا مطالبہ نہ کیا جو کچھ ملا اس پر قناعت کیا' ساری عمر ان کی زبان سے کبھی گلہ وشکوہ نہ سنا گیا۔

حضرت حافظ صاحب عصر حاضر کے ان نابغہ عصر شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ دین' تدریس حدیث اور حفاظت حدیث کے مقدس مشن میں بسر کی آپ شہرت سے حد درجہ نفیر تھے اس کے باوجود آپ علمی حلقوں اور جماعت اہل حدیث میں علم وعمل' تقویٰ کی وجہ سے مشہور ومعروف ہو چکے تھے۔

علم وعمل کے اس آفتاب وماہتاب نے جو خدمات حدیث کے حوالہ سے کام کیا ہے وہ رہتی دنیا تک زندہ وتابندہ رہے گا۔ ان شاء اللہ آپ کی علمی وتحقیقی خدمات کا دائرہ وسیع تر ہے'

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

تاریخ رقم کرنے والے اس حوالہ سے جب بھی قلم رواں کریں گے تو شیخ کا نام بطور محدث' محقق اور مدرس نمایاں کرتے رہیں گے اور علمی حلقوں میں شیخ محترم ''مسند حدیث کے ایک درخشندہ ستارہ'' کے طور پر ہمیشہ چمکتے دمکتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

اللهم اغفر له وارحمه وادخله جنت الفردوس

آمین یارب العالمین